بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فوجی بغاوت اسلام میں حکومت حاصل کرنے کا ایک اسلوب ہے؟ (2)!

(عربی سے ترجمہ)

https://www.al-waie.org/archives/article/20581

الوعي میگزین – شمارہ نمبر،484

اکتالیسواں سال، جمادی الاول 1448ھ

بمطابق، اکتوبر 2026ء

تحریر : بسّام فرحات – تیونس

تیسرا عنصر : گروہی کاروائی

فوجی بغاوت (Military Coup) کا تیسرا عنصر یہ ہے کہ یہ کسی مخصوص گروہ کی جانب سے کی جانے والی کارروائی ہوتی ہے، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے لوگوں کے ایک گروہ کی طرف سے انجام دیا جاتا ہے، جس کی قیادت کوئی ایک فرد یا چند افراد پر مشتمل چھوٹا سا گروہ کرتا ہے۔ یہ قیادت فوجی بھی ہو سکتی ہے اور سویلین بھی، تاہم کارروائی کے لئے فوجی طاقت کو بطور ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں فوجی بغاوت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے منصوبہ بندی میں افراد کی بہت بڑی تعداد ضروری نہیں ہوتی، بلکہ نسبتاً کم تعداد بھی کافی ہو سکتی ہے، بشرطیکہ ان افراد کو فوجی ادارے کے کمانڈ کے نظام یا اس کے کسی طاقت کے حامل شعبے میں موجود اہم اور حساس مراکز پر کنٹرول حاصل ہو۔

فوجی بغاوت کی منصوبہ بندی اور اسے عملی شکل دینے کی اصل ذمہ داری ان فوجی یونٹوں اور دستوں پر نہیں ہوتی جو اسے انجام دیتے ہیں، بلکہ قیادت کے ان اعلیٰ عہدیداروں پر ہوتی ہے جو فوجی اقدام کا فیصلہ کرتے ہیں اور اسے ایک سیاسی کارروائی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ بغاوت کو عملی طور پر انجام دینے والے افراد، اس بغاوت کی منصوبہ بندی کرنے والوں کے سیاسی منصوبے، وفاداریوں یا سیاسی رجحانات کے ہم خیال ہو ں اور ان سے اتفاق بھی رکھتے ہوں۔ بلکہ ان سے محض یہ درکار ہوتا ہے کہ وہ دئیے گئے احکامات پر صرف عمل درآمد کریں۔ یہ گروہی نوعیت بنیادی طور پر دو صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے:

پہلی صورت: یہ وہ صورت ہو سکتی ہے کہ جس میں فوجی بغاوت کسی شخص کے ذاتی مفاد اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے کی جائے۔ اس صورت میں ایسا ہوتا ہے کہ فوج کے اعلیٰ عہدے پر فائز کوئی شخص خود ایسے فوجی دستے کی قیادت سنبھال لیتا ہے جو اس کا خاص وفادار ہو یا جس پر اسے فوجی اختیار حاصل ہو، یہ دستہ کسی بٹالین، بریگیڈ، کمپنی یا پوری فوج کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ پھر وہ اس فوجی طاقت کے ذریعے بغاوت (coup) کرتا ہے اور خود کو ریاستی اقتدار کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز کر لیتا ہے۔ اس کی مثالیں اپر وولٹا (Upper Volta) میں تھامس سنکارا (Thomas Sankara) اور برکینا فاسو میں ابراہیم تراؤرے (Ibrahim

Traoré) ہیں۔ یا پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ فوجی افسران کا ایک گروہ مشترکہ طور پر بغاوت کی قیادت کرے اور کامیابی کے بعد اپنے ہی گروہ کے کسی ایک رکن کو حکمرانی کے لئے نامزد کر دے۔ اس کی مثال مصر کی فری آفیسرز تحریک (Free Officers Movement) ہے، جس میں محمد نجیب اور پھر جمال عبدالناصر کا نام آتا ہے۔

دوسری صورت: اس صورت میں فوجی بغاوت کسی دوسرے فوجی یا سویلین فریق کی طرف سے، اس کے ایجنٹ بن کر انجام دی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغاوت کا اصل منصوبہ ساز خود پسِ پردہ رہے اور کسی فوجی کمانڈر یا فوجی دستے سے گذارش کرے کہ وہ اس کی طرف سے بغاوت کر دے، اقتدار کی باگ ڈور اس کے حوالے کرے اور اسے تحفظ فراہم کرے۔ یہ فوجی کمانڈر یا دستہ اصل منصوبہ ساز کا وفادار بھی ہو سکتا ہے، یا بغاوت کی عملی قیادت کرنے والے فوجی افسر کے ماتحت بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی مثالوں میں عراق کے احمد حسن البکر اور شام کے الأتاسي شامل ہیں۔ بہرصورت، فوجی بغاوت نہ تو کسی عوامی تحریک کا اظہار ہوتی ہے اور نہ ہی عوام کی اجتماعی خواہش اور ارادے کی نمائندگی کرتی ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی سیاسی کارروائی ہوتی ہے جو اعلیٰ حلقوں سے شروع ہوتی ہے اور جس کی منصوبہ بندی اور قیادت ایک محدود بااثر طبقہ کرتا ہے۔ اس کارروائی کو فوجی طاقت کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے، جبکہ اس کی منصوبہ بندی اور عمل درآمد عوام سے الگ تھلگ رہ کر کیا جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اسلام کی حکمرانی قائم کی جائے :

اگرچہ سیزیرین آپریشن (Caesarean Section) بھی فوجی بغاوت (coup) کی طرح ایک مخصوص گروہ کی جانب سے انجام دی جانے والی کارروائی ہی ہے، یعنی اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان افراد کے دل جیت کر ان کی حمایت حاصل ہو جو فوج کے کسی حصے کے کمانڈ کے نظام میں موجود اہم اور حساس مراکز پر اختیار رکھتے ہیں، تاکہ وہ اپنے ماتحت فوجی قوت کو حرکت میں لا سکیں، تاہم اس انقلاب کی نوعیت عملی طور پر فوجی بغاوت سے مختلف انداز میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ فرق شرعی حکم کے اعتبار سے بھی ہے اور عملی حقیقت کے لحاظ سے بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حزب التحریر مادی کارروائی کو اپنے طریقۂ کار کے طور پر اختیار نہیں کرتی، بلکہ دعوتِ اسلام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی سرگرمیوں کو فکری جدوجہد تک محدود رکھتی ہے۔ جہاں تک مسلح فوجی کارروائی کا تعلق ہے، تو حزب کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے اپنے طریقۂ کار کے طور پر اختیار کر لے، خواہ اس کا مقصد حکمرانوں کے منکر کا ازالہ کرنا ہو یا اقتدار حاصل کرنا ہو۔ حزب کے لئے صرف فکری اور سیاسی سرگرمیاں انجام دینا ہی جائز ہے۔ چنانچہ حزب خود اپنے اندر سے نُصرۃ، یعنی فوجی حمایت اور مدد، حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حزب اپنے ارکان پر مشتمل کوئی مسلح فوجی گروہ تشکیل نہیں دیتی جو نصرۃ حاصل کرے اور جسے سیزیرین آپریشن انجام دینے کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔ بلکہ اس کے بجائے حزب اہلِ نصرۃ، یعنی ان افراد سے ہی نصرۃ طلب کرتی ہے جو فوجی طاقت اور عملی صلاحیت رکھتے ہیں، تاکہ وہ حزب کی حمایت کریں اور اقتدار اس کے حوالے کر دیں۔

اور طریقہ سے متعلق شرعی احکام میں بھی یہی حکم ہے، جس کی خلاف ورزی کرنا ہمارے لئے جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کو فکری اور سیاسی سرگرمیوں تک محدود رکھا تھا، اور یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے مکی دور میں کوئی عملی فوجی

کارروائی کی ہو، حالانکہ آپ ایسا کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ یہ تقاضا اسی فریق کے لئے ہے جس سے نُصرۃ، یعنی فوجی مدد اور حمایت، طلب کی جا رہی ہے اور جس نے سیزیرین آپریشن کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ جہاں تک نصرۃ کی حقیقت اور اس کے ذریعے انجام پانے والے سیزیرین آپریشن کے عمل کا تعلق ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی فرد یا افراد کے گروہ سے کہا جائے کہ وہ ہتھیار اٹھا لیں، جنگ کریں اور اقتدار کسی شخص کے حوالے کر دیں، خواہ وہ شخص خود اس لڑائی میں شریک ہو یا نہ ہو۔ یہ معاملہ کسی مسلح گروہ کو استعمال کرنے، کرائے کی فوج کی خدمات حاصل کرنے یا کسی ایسے فوجی دستے کو بروئے کار لانے کا نہیں ہے جو سوچے سمجھے بغیر محض احکامات کی تعمیل کرتا ہو، تاکہ اس کے ذریعے مسلح کارروائیاں انجام دی جائیں اور اقتدار حاصل کرکے کسی کے حوالے کر دیا جائے۔ بلکہ نصرۃ دراصل ایک جامع اور واضح سیاسی منصوبہ کے حامل ایک ایسے سیاسی گروہ کی جانب سے اپنی حمایت کے لئے کی جانے والی درخواست ہے جو وہ کسی ایسے طاقتور، بااثر اور صاحبِ قوت فریق سے کرے جس نے اس سیاسی منصوبے کو اپنا لیا ہو اور اس کی خاطر قربانی دینے کے لئے تیار ہو۔ اس درخواست کا مقصد یہ ہے کہ وہ فریق اس سیاسی گروہ کو نصرۃ فراہم کرے تاکہ وہ اقتدار حاصل کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیاسی جماعت اپنے حامیوں اور مددگاروں سے، جو سیاسی اثر و رسوخ اور نصرۃ فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ اور قوت کو استعمال کرتے ہوئے ان مادی رکاوٹوں کو دور کریں جو حزب کے اقتدار تک پہنچنے کی راہ میں حائل ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ اصل مطلوب محض کسی بھی صورت میں اقتدار پر قبضہ کرنا نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کے ذریعے اسلام کی حکمرانی قائم کرنا ہے جو اسلام کی حمایت کرتے ہوں اور حزب کے حامی و مددگار ہوں۔ یہ بعینہٖ وہی طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا۔ آپ ﷺ عرب قبائل کے سامنے اپنے آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے نبی کی حیثیت سے پیش کرتے تھے اور ان کے سامنے اسلام کو ایک عقیدے، ایک مکمل نظریۂ حیات اور ایک سیاسی منصوبے کے طور پر پیش فرماتے تھے۔ پھر اگر وہ قبائل آپ ﷺ پر یقین کر لیتے اور آپ ﷺ پر ایمان لے آتے تو آپ ﷺ ان سے نصرۃ طلب فرماتے تھے۔ لہٰذا، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بالکل وہی عمل انجام دیں جو آپ ﷺ نے انجام دیا، اسی طریقے سے انجام دیں جس طریقے سے آپ نے کیا، اور اسی مقصد کے حصول کے لئے انجام دیں جس کے لئے آپ ﷺ نے وہ عمل کیا تھا۔

چوتھا عنصر :خفیہ کارروائی

فوجی بغاوت کا چوتھا عنصر یہ ہے کہ یہ ایک خفیہ کارروائی ہوتی ہے۔ چونکہ فوجی بغاوت کا فیصلہ اور اس کا مقصد انتہائی حساس نوعیت کے ہوتے ہیں، اسے آئینی اور قانونی جواز حاصل نہیں ہوتا، اور چونکہ اس حقیقت کے باعث کہ یہ کاروائی عوام اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ دونوں پر ہی لاگو ہونے والی ہوتی ہے، اس لئے فوجی انقلاب کی کارروائی کا تقاضا ہے کہ اسے انتہائی درجے کی رازداری اور پوشیدگی میں رکھا جائے۔ یہ رازداری صرف بغاوت کے عمومی منصوبے تک محدود نہیں ہوتی، بلکہ اس کی مخصوص تفصیلات اور جزئیات تک پھیلی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ نظم و ضبط، احتیاط، ہوشیاری، چوکنا رہنے اور کڑی خاموشی کی بھی ضرورت ہوتی ہے، حتیٰ کہ

ان عناصر کی طرف سے بھی جو اس کارروائی کو عملی طور پر انجام دینے والے ہوں۔اور اس کی وجوہ درج ذیل ہیں:

اول: بغاوت کو عملی جامہ پہنانے والے گروہ اور فوج کی اکثریت کی غیر جانب داری کو یقینی بنانا، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بغاوت کے منصوبہ سازوں کے مقاصد سے اتفاق نہ رکھتے ہوں۔ اس کے ساتھ یہ بھی یقینی بنانا مقصود ہوتا ہے کہ وہ فوجی احکامات کی تعمیل کرتے رہیں۔

دوئم: بغاوت پر عمل درآمد سے پہلے ہی اس کے منصوبہ سازوں کو الگ تھلگ کئے جانے سے بچانا، کیونکہ ایسی صورت میں وہ فوجی ادارے کی اعلیٰ قیادت میں اپنی قانونی اور ادارہ جاتی حیثیت کھو سکتے ہیں۔ نتیجتاً وہ فوجی قوتوں کو حرکت میں لانے، ان کی نقل و حرکت کا انتظام کرنے اور انہیں تعینات کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہو سکتے ہیں۔

سوئم: بغاوت کے منصوبے سے متعلق معلومات کو موجودہ حکمران اقتدار یا اس بیرونی طاقت تک پہنچنے سے روکنا جو عملاً ملک پر کنٹرول رکھتی ہو، تاکہ وہ پیشگی کارروائی کرکے بغاوت کو ناکام نہ بنا سکے۔

چہارم: عوام کو اچانک اور غیر متوقع صورتِ حال سے دوچار کرنا اور انہیں ایک ایسی حقیقت کے سامنے لا کھڑا کرنا جو پہلے ہی انجام پا چکی ہو، تاکہ وہ کوئی مؤثر مؤقف اختیار کرنے سے عاجز رہیں اور بالآخر اس صورتِ حال کو قبول کرکے خاموشی اختیار کر لیں۔

چنانچہ عیاری و مکاری، فریب کاری، چال بازی اور مکمل رازداری اختیار کرنا فوجی بغاوتوں کی بنیادی خصوصیات میں شامل ہیں۔ فوجی بغاوت کرنے والوں کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ اپنے حقیقی مقاصد ظاہر نہ کریں، خصوصاً ایسے حالات میں جب عالمی طاقتوں کے مابین اثر و رسوخ، مفادات اور وسائل پر غلبہ حاصل کرنے کی کشمکش جاری ہے۔ اس لئے مسلح افواج کو ایسے احکامات کے تحت حرکت میں لایا جاتا ہے جن کا اصل مقصد خود ان کو بھی واضح نہیں ہوتا، یا پھر ان کے سامنے کوئی ظاہری یا فرضی مقصد پیش کیا جاتا ہے، اور اسی سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ فوجی قیادت اس کارروائی کو تیزی اور مؤثر انداز میں انجام دے سکے۔ اسی وجہ سے بغاوت کرنے والے اپنی کامیابی کے فوراً بعد اس رازداری کی صورتحال کو ختم کرنے میں جلدی کرتے ہیں، افواہوں کا سلسلہ روکنے اور واقعات کے بارے میں اپنا مؤقف اور نقطۂ نظر عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کے لئے وہ فوجی بغاوت کا پہلا اعلامیہ اور اس کے بعد آنے والے دیگر اعلانات مقامی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ اور سرکاری اخبارات کے ذریعے نشر اور شائع کراتے ہیں۔ یوں اس طرح سے وہ بغاوت کے بعد اپنے حق میں رائے عامہ پیدا کرنے اور اسے ایک قانونی اور آئینی جواز فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ ایک سیاسی پہلو ہے، نہ کہ محض فوجی طاقت کے ذریعے اقتدار کا تختہ الٹ دینا :

جہاں تک سیزیرین آپریشن (Caesarean Section) کا تعلق ہے، تو اگرچہ یہ بھی فوجی بغاوت کی طرح عسکری اعتبار سے نہایت خفیہ ہے، لیکن اس کی بنیادی حقیقت فوجی بغاوت سے اصولی اور حقیقی طور پر یکسر مختلف ہے۔ سیزیرین آپریشن کی کارروائی فوجی بغاوت کے ساتھ اس لحاظ سے مماثلت رکھتی ہے کہ یہ ایک ایسا جامع اور غیر متغیر سماجی اصول ہے جو اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک انسانیت اور معاشرے موجود ہیں۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ اقتدار

کو قائم کرنے یا کسی کے اقتدار کو ختم کرنے کے لئے مادی قوت پر انحصار ضروری ہوتا ہے۔ تاہم اس اصول کی جزئیات، تفصیلات اور عملی میدان میں اس کے اطلاق کے اعتبار سے سیزیرین آپریشن فوجی بغاوت سے بالکل مختلف ہے۔ یعنی سیزیرین آپریشن فوجی بغاوت کی طرح خفیہ تو ضرور ہے، لیکن اس کی رازداری کی وجہ آئینی یا قانونی جواز کا فقدان نہیں۔ بلکہ اس رازداری کا مقصد اس سیزیرین کارروائی کی کامیابی کو یقینی بنانا اور ہر اس امکان کو روکنا ہے کہ کہیں کارروائی ناکام نہ ہو جائے یا اسے ابتدائی مرحلے ہی میں کچل دیا جائے، اور اس رازداری رکھنے کی بنیاد اس اصول پر ہے: (استعينوا علي قضاء حوايجكم بالكتمان) "اپنی ضروریات اور مقاصد کی تکمیل کے لئے رازداری سے مدد حاصل کرو۔" چنانچہ سیزیرین آپریشن اپنے مخصوص امور، جزئیات اور عملی نفاذ کی تفصیلات کے اعتبار سے نہایت خفیہ ہے، مثلاً اس میں شریک افراد، مقام، وقت، کارروائی کے آغاز کا تعین اور اس کا طریقۂ کار۔ لیکن اس آپریشن کے ابتدائی آثار، پیش خیمے اور اس سے پہلے کی سیاسی سرگرمیاں عوام کے سامنے ہوتی ہیں، یعنی یہ کوئی ایسی خفیہ انٹیلی جنس کارروائی نہیں ہے جس کی سازش رات کی تاریکی میں سفارت خانوں کے تہہ خانوں اور گوشوں میں تیار کی گئی ہو۔ بلکہ اس سے پہلے ہی امت کے اندر ایک عمومی شعور پیدا کر دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں اس آپریشن کے فکری اور سیاسی منصوبے کے حق میں رائے عامہ تشکیل پا چکی ہے اور اس منصوبے کو عوامی حمایت اور ایک عوامی بنیاد حاصل ہو چکی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ حزب اپنے سیاسی منصوبے کو نافذ کرنے کے طریقہ کے طور پر اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے نصرۃ، یعنی فوجی حمایت اور مدد، طلب کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ خود ملٹری اسٹیبلشمنٹ بھی اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ ایک سیاسی حزب ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے اور اسٹیبلشمنٹ اس حزب کے سیاسی منصوبے سے بھی واقف ہے۔ مزید یہ کہ اس آپریشن کو عملی طور پر انجام دینے والے فوجیوں کے لئےیہ ضروری ہے کہ وہ اس بات سے پوری طرح آگاہ ہوں کہ وہ کیا کرنے جا رہے ہیں، اور وہ اپنی رضامندی سے اس میں شریک ہوں۔ اور وہ اس آپریشن کو تمام شرعی فرائض میں سب سے اہم فریضہ (أمّ الفرائض) اور اپنے اوپر عائد ہونے والی سب سے زیادہ ضروری ذمہ داری سمجھتے ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیزیرین آپریشن بنیادی طور پر ایک سیاسی عمل ہے جسے فوجی ذرائع سے انجام دیا جانا ہے۔ یہ آپریشن امت کے اندر جاری اس طویل سیاسی جدوجہد اور فکری و سیاسی سرگرمیوں کے ایک مکمل سلسلے کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ ہے جو کہ امت کے دلوں کی دھڑکن ہے، یہ آپریشن فوج کی طرف سے محض کوئی تختہ الٹ دینے کی کاروائی نہیں جو کہ امت پر مسلط کر دی جائے۔ اس کے برعکس، فوجی بغاوت چونکہ ایک غیر آئینی اور استعماری نوعیت کی انٹیلی جنس کارروائی ہوتی ہے، اس لئے اس میں مکمل رازداری ضروری ہوتی ہے، حتیٰ کہ اسے عملی جامہ پہنانے والے عناصر سے بھی، چہ جائیکہ امت کو اس کی خبر ہو۔ یہ رازداری بغاوت کے ابتدائی آثار اور پیش خیموں سے لے کر اس کے حالات اور جزئیات تک ہر مرحلے میں برقرار رکھی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ایسی کارروائی میں دھوکا دہی، چالاکی، مختلف حربوں اور تدبیروں، جاسوسی اور مکاری کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

پانچواں عنصر: مخصوص مطالبات کے لئے کی جانے والی کارروائی

فوجی بغاوت کا پانچواں عنصر یہ ہے کہ یہ مخصوص مطالبات کی بنیاد پر کی جانے والی کارروائی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فوجی بغاوت کے محرکات اور مقاصد محدود اور جزوی نوعیت کے ہوتے ہیں، جو کہ معاشی، سماجی یا سیاسی معاملات میں حکمران طبقہ کی ناکامی کے باعث اسے اقتدار سے ہٹا دینے سے آگے نہیں بڑھتے۔ فوجی بغاوت کے منصوبہ ساز کسی ایسے آئیڈیالوجیکل منصوبے کے حامی نہیں ہوتے جس کا مقصد ریاست کے بنیادی نظریے کو تبدیل کرنا اور اس کے نظامِ حکومت کو ایک نئے تصور اور فکر کی بنیاد پر استوار کرنا ہو، جو عوام کو ترقی اور عروج کی طرف لے جائے۔ بالفاظِ دیگر، وہ اقتدار حاصل کرنے کو اپنے اختیار کردہ افکار و نظریات کو معاشرے میں عملی طور پر نافذ کرنے کا ذریعہ نہیں بناتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کامیاب ہو جائیں تو بعض سطحی، جزوی اور عارضی اصلاحی اقدامات کر دیتے ہیں، مثلاً مارشل لاء نافذ کرنے کا اعلان، آئین میں ترامیم کرنا یا آئین کی کسی مخصوص ترمیم کو منسوخ کر دینا۔

صحرائے صحارا کے جنوب میں واقع مغربی افریقہ کے ان ممالک میں فوجی بغاوتوں کے تجربات کا جائزہ لیا جائے، جنہیں مجموعی طور پر "فوجی بغاوتوں کی پٹی" کہا جاتا ہے، تو بآسانی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام بغاوتوں کے پیچھے تقریباً ایک جیسے محرکات کارفرما رہے ہیں۔ ان محرکات میں انسانی حقوق کی صورتِ حال کا خراب ہونا، غربت، بے روزگاری، معاشرتی حالات کی ابتری، آبادی میں اضافے کے باعث پیدا ہونے والے دباؤ، مختلف بحران، سیاسی ناکامی، معاشی جمود، حکمران اشرافیہ کی جانب سے قومی دولت اور وسائل پر اجارہ داری، کرپشن، اقربا پروری، عدم انصاف، شفافیت کا فقدان، حکومتی عہدیداروں کی نااہلی، منظم جرائم، دہشت گردی، جہادی تحریکوں کی سرگرمیاں اور اقتدار کی پُرامن منتقلی میں رکاوٹیں ہونا شامل ہیں۔ اگرچہ یہ محدود نوعیت کے مطالبات اور ان سے پیدا ہونے والے محرکات درحقیقت، محض بہانے، جواز اور وہ پردے ہیں، جن کے پیچھے افریقی براعظم کی دولت اور وسائل پر قبضے کے لئے بڑی عالمی طاقتوں، یعنی امریکہ، فرانس، برطانیہ، روس اور چین کے درمیان ایک شدید بین الاقوامی کشمکش جاری ہے۔ بہرحال یہ مسائل اس خطے کی حقیقی صورتِ حال کا حصہ بھی ہیں اور یہ واقعی ایسے مسائل ہیں جن سے افریقہ کے عوام دوچار ہیں اور جن کے فوری حل کی ضرورت ہے۔ یہی مسائل فوجی بغاوتوں کے لئے جواز کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

لہٰذا فوجی بغاوتوں کا جامع اصولوں، آئیڈیالوجیز یا افکار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، برخلاف انقلابات کے، کیونکہ انقلابات کے مطالبات آئیڈلوجیکل اور ہمہ گیر نوعیت کے ہوتے ہیں، جن کا مقصد زندگی کے پورے نظام کو تبدیل کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے انقلاب زندگی میں ایک مکمل اور بنیادی تبدیلی کا نام ہے اور اس کے مطالبات محض جزوی معاملات اور معمولی تفصیلات سے آگے بڑھ کر ان فکری بنیادوں کو تبدیل کرنے تک پہنچتے ہیں جن سے یہ خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہوئے ہوتے ہیں۔ انقلاب کی مثالیں انقلابِ فرانس، بالشویک انقلاب اور چین کا ثقافتی انقلاب ہیں۔ اگر انقلابات مناسب سیاسی اسباب اور معاشرتی قوانین کے مطابق برپا کیے جائیں تو ان کی کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ تاہم اگر وہ فوجی کارروائی ناکام ہو جائے جو انقلابات کی سیاسی اور عوامی جدوجہد کے پورے عمل کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ ہوتی ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ درحقیقت محض ایک عوامی شورش تھی، جس کے مقاصد واضح نہیں تھے، جسے حقیقی عوامی حمایت حاصل نہیں تھی اور جس کے مطالبات کے حق میں کافی رائے عامہ موجود نہیں تھی۔ جہاں تک عوامی شورشوں (Uprisings) کا تعلق ہے، تو اگرچہ وہ حقیقت میں مقبول عوامی نوعیت کی

ہوں اور ان کا کوئی مخصوص اور اعلانیہ مقصد بھی ہو، تاہم ان کی تحریکیں ناپختہ، غیر منظم اور غیر سنجیدہ مطالعے و غور و فکر پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان کے افکار اور طریقۂ کار کو نہ تو اچھی طرح جانچا پرکھا گیا ہوتا ہے اور نہ ہی انہیں مناسب انداز میں نکھارا گیا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان تحریکوں میں ذاتی محرکات اور پست قسم کی خواہشات و عزائم بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ بگڑتے ہوئے حالات کے خلاف محض ایک فطری اور جذباتی ردِعمل ہوتی ہیں، اور ان کی سرگرمیاں انتشار، بدنظمی اور نظم و ضبط کے فقدان کا شکار ہوتی ہیں۔ اسی لئے ایسی عوامی شورشوں کا انجام ذلت آمیز ناکامی ہوتا ہے۔

ریاست کے عقیدے کی تبدیلی :

فوجی بغاوت کے برعکس، سیزیرین آپریشن محض چند مخصوص مطالبات پر مبنی کوئی ایسی کارروائی نہیں ہے کہ جس کا مقصد بس یہیں تک محدود ہو کہ حکومت کی مخصوص پالیسیوں کی ناکامیوں کے باعث عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور ناراضی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باہم مقابلہ آراء ان بڑی طاقتوں کے اشاروں پر استعمار کی تابعداری کو ایک سے دوسرے استعمار کی جھولی میں ڈال دے اور حکمران عملہ کے بس چہرے ہی بدل دے۔ بلکہ یہ سیزیرین آپریشن ایک نئے سیاسی منصوبے کو اقتدار تک پہنچانے کا ایک اسلوب ہے۔ حزب التحریر کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے اندر اسلامی عقیدے کا احیاء کرنا ہے، اور اس کی غایت اس اسلامی نظریۂ حیات کی بنیاد پر نظامِ حکومت قائم کرنا ہے جسے امت اختیار کیے ہوئے ہے۔ چنانچہ حزب کا منصوبہ ایک آئیڈیالوجیکل، عقیدے پر مبنی اور ہمہ گیر منصوبہ ہے، جو پورے نظامِ حیات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کا مقصد ریاست کے بنیادی عقیدے کو تبدیل کرنا اور اس کے نظامِ حکومت کو ایک ایسے جامع فکر و نظریے کی بنیاد پر استوار کرنا ہے جو عوام کو ترقی اور بلندی کی طرف لے جائے۔ اس طرح سیزیرین آپریشن دین کو زندگی سے جدا کرنے کے عقیدے کو مکمل طور پر ختم کرنے اور اس کی جگہ اسلامی عقیدے کو نظامِ حکومت، معاشرتی تعلقات اور مکمل نظام ہائے حیات میں نافذ کرنے کا ذریعہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں، اس سیزیرین آپریشن کا مقصد سرمایہ دارانہ جمہوریت کے نظام کو ختم کرکے اس کی جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شریعت کو نافذ کرنا ہے۔

یہ ایک بنیادی اور انقلابی تبدیلی ہے جو محض جزوی اور سطحی اصلاحات سے آگے بڑھ کر ان بنیادی آئیڈیالوجیکل اصولوں اور فاسد تصورات کو اپنا ہدف بناتی ہے جن سے یہ خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہوئے ہیں۔ فطری طور پر اس تبدیلی کے دائرے میں ان فاسد نظریات کے حاملین اور وہ افراد آتے ہیں جو انہیں عملی طور پر نافذ کرنے کے ذمہ دار ہیں، خواہ وہ حکمران ہوں یا نام نہاد دانشور اشرافیہ۔ اگرچہ یہ تبدیلی معاشرتی مفہوم میں "انقلاب" کے تصور سے اس اعتبار سے مماثلت رکھتی ہے کہ یہ ریاست کی نوعیت اور اس کی آئیڈیالوجی کو فوجی ذرائع کے ذریعے تبدیل کرنے کی ایک عوامی تحریک ہے، تاہم بنیادی آئیڈیالوجیکل تبدیلی کے لحاظ سے یہ آپریشن ایک مخصوص، منفرد اور امتیازی نوعیت کا انقلاب ہے، جو دیگر تمام انقلابات سے یکسر مختلف ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسے اس کے آئیڈیالوجیکل کردار اور خصوصیت کی بنیاد پر دوسرے انقلابات سے ممتاز کیا جائے، اور اسی لئے ہم اسے ایک "اسلامی انقلاب" کہتے ہیں۔ جہاں تک اس انقلاب کے امتیاز اور انفرادیت کی وجہ کا تعلق ہے، تو وہ عمومی شعور (الوعي العام) میں پوشیدہ ہے۔ تاریخ کا رخ بدل دینے والے بڑے انقلابات، مثلاً فرانسیسی انقلاب اور بالشویک انقلاب، اگرچہ ہمہ

گیر، اعلانیہ اور مخصوص جزوی مطالبات سے بالاتر بنیادی تبدیلیوں کے حامل تھے، تاہم انہوں نے محض عوامی رائے عامہ پر انحصار کیا اور بگڑتے ہوئے حالات سے پیدا ہونے والی عوامی بے چینی اور ناراضی کی لہر پر سوار ہو کر ایک مخصوص فکری اشرافیہ کے شعور اور نظریات کو عوام کے کندھوں پر سوار ہو کر اقتدار تک پہنچا دیا۔ ایسے انقلابات میں عمومی شعور انقلاب سے پہلے موجود نہیں ہوتا، بلکہ انقلاب کے بعد پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انقلابی نظام اقتدار حاصل کرنے اور اسے اپنے کنٹرول میں لینے کے بعد خود یہ عمومی شعور پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ اس صورت میں عمومی شعور نہ تو پہلے سے موجود کوئی عوامی مطالبہ ہوتا ہے اور نہ ہی عوام کے اپنے اختیار اور اقتدار کا اظہار، بلکہ یہ اقتدار پر قابض ہونے کے بعد انقلابی نظام کی جانب سے تشکیل دیا جاتا ہے۔

چھٹا عنصر : اچانک اور فوری کاروائی

فوجی بغاوت کا چھٹا عنصر یہ ہے کہ یہ ایک اچانک اور فوری کارروائی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فوجی بغاوت اپنی نوعیت میں ایک مکمل اور محدود واقعہ ہوتی ہے، جو صرف بغاوت کی کارروائی تک محدود رہتی ہے اور اس سے پہلے اس کے کوئی واضح ابتدائی مراحل یا صورتحال موجود نہیں ہوتے۔ چونکہ فوجی بغاوت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رازداری برقرار رکھنا اور اس کے حقیقی مقصد کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے، اس لئے اس کا تقاضا ہے کہ بغاوت کی کارروائی اچانک انجام دی جائے۔ اس سے پہلے نہ تو اس کے واضح اور علانیہ آثار موجود ہوں اور نہ ہی ایسی سیاسی یا فوجی سرگرمیاں سامنے آنے پائیں جو اس کارروائی کا پیش خیمہ ہوں۔ فوجی بغاوت کسی ایسے نمایاں سیاسی یا فوجی عمل کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ نہیں ہوتی جو پہلے سے چل رہا ہو اور اس مرحلہ کی تکمیل کے ذریعے اس کی جدوجہد کے ثمرات حاصل کیے جائیں۔ دوسرے الفاظ میں کہا جائے تو، فوجی بغاوت کسی ایسے مسلسل عمل کا حاصل یا آخری مرحلہ نہیں ہوتی جو مختلف مراحل اور ادوار سے گزر چکا ہو، خواہ وہ سیاسی سطح پر ہو یا عوامی سطح پر۔ چونکہ فوجی بغاوت کا آخری مقصد محض اقتدار پر قبضہ کرنا ہوتا ہے، اس لئے فوجی بغاوت اقتدار پر قبضہ کرنے کے عمل کو ریاست کی تشکیل کے عمل کا حصہ نہیں سمجھتی، کیونکہ اس کا مقصد کسی مخصوص جامع آئیڈیالوجی کی بنیاد پر نظامِ حکومت قائم کرنا نہیں ہوتا۔ کسی جامع آئیڈیالوجی کی بنیاد پر نظام قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اقتدار حاصل کرنے سے پہلے عوام کے درمیان ایک طویل سیاسی جدوجہد اور فکری و سیاسی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رہے، اور پھر اقتدار کا حصول اس پوری جدوجہد کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ بنے۔ اس جدوجہد میں عوام کو اس نظریے کی سمجھ بوجھ فراہم کرنا، ان کے اندر اس کے لئے قبولیت اور مثبت ردِعمل پیدا کرنا، اس نظریے کے حق میں رائے عامہ اور عمومی شعور کو مستحکم کرنا، اور اس کے لئے ایک مضبوط عوامی بنیاد قائم کرنا شامل ہے۔

چونکہ فوجی بغاوت کرنے والوں نے اقتدار کو ایک مستقل اور حقیقی اختیار کے طور پر اس کے فطری سرچشموں، یعنی عوام یا عوام کے سب سے طاقتور طبقے سے حاصل نہیں کیا ہوتا، اس لئے وہ درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھتے ہیں :

اول: بغاوت کے ابتدائی دنوں میں کسی مخصوص سیاسی جماعت یا معاشرتی گروہ کو نشانہ بنانے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ ایک عمومی، مبہم اور غیر واضح سیاسی خطاب کے ذریعے

سب کو امیدیں دلاتے ہیں، تاکہ ہر ایک کو مطمئن رکھا جا سکے اور کوئی بھی ناراض نہ ہو۔ خصوصاً وہ ان عناصر کو ناراض کرنے سے بچتے ہیں جو ان کے لئے ممکنہ خطرہ بن سکتے ہیں، مثلاً فوج کے باقی ماندہ گروپس، سیاسی جماعتیں، مزدور تنظیمیں، صحافی، کاروباری شخصیات اور مذہبی رہنما۔

دوئم: وہ سابقہ حکومتی نظام سے تعلق رکھنے والے بعض افراد کا نہایت احتیاط سے انتخاب کرتے ہیں، تاکہ یا تو انہیں غیر مؤثر اور غیر جانب دار بنا دیا جائے یا ان کے ساتھ عارضی اتحاد قائم کر لیا جائے۔ اس کا مقصد اچانک رونما ہونے والی تبدیلی کے باعث ان افراد اور ان کے پیروکاروں کو پہنچنے والے دھچکے کی شدت کو کم کرنا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ اقدام ایک طاقتور سیاسی پیغام بھی دیتا ہے کہ ایسے نظام کا دفاع کرنا بے فائدہ ہے جسے اس کے اپنے قریبی ساتھی بھی چھوڑ چکے ہوں۔

سوئم: وہ تعلیم یافتہ متوسط طبقے کی حمایت حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں، خصوصاً ان افراد کی جو سابقہ حکومتی نظام سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تعلیم انہیں مؤثر حمایت فراہم کرنے کے قابل بناتی ہے، جبکہ سابقہ نظام میں محرومی کا احساس انہیں نفسیاتی طور پر اس حمایت پر آمادہ کرتا ہے۔ چونکہ فوجی بغاوت کا واقعہ اپنی نوعیت میں ایک مکمل کارروائی ہوتا ہے اور اپنے فوری حالات و واقعات تک محدود رہتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ یہ اچانک اور فوری طور پر انجام پائے اور ابتدائی فوجی دھچکے ہی میں مکمل ہو جائے۔ چنانچہ فوجی بغاوت کی کامیابی کا انحصار اس ابتدائی فوجی دھچکے کی کامیابی پر ہوتا ہے، اور اس کی ناکامی کے ساتھ ہی بغاوت بھی ناکام ہو جاتی ہے۔ ابتدائی فوجی دھچکے کی ناکامی اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ پوری تحریک ناکام ہو گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں ملک میں ایک عوامی شورش، خونریز خانہ جنگی یا فوجی بغاوت کے لئے حالات پوری طرح سازگار ہو سکتے ہیں، اور یہ نئی فوجی بغاوت کامیاب بھی ہو سکتی ہے اور ناکام بھی۔

اس لئے فوجی کارروائی، فوجی بغاوت کے لئے ایک مستقل طریقۂ کار کی حیثیت رکھتی ہے، یعنی یہ فوجی بغاوت کی ایسی بنیادی اور لازمی عملی صورت ہے جو اس کی نوعیت کا تعین کرتی ہے۔ لہٰذا اگر فوجی کارروائی موجود نہ ہو یا اس کی ضرورت ہی باقی نہ رہے تو اس واقعے کی بنیادی حقیقت اور نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے، اور وہ "سفید بغاوت" (White Coup) بن جاتی ہے، یعنی اس سے مراد ایسی بغاوت ہے جو ریاستی اداروں کے اندر سے فوجی ذرائع کے بجائے سیاسی ذرائع استعمال کرتے ہوئے انجام دی جائے۔ جہاں تک سیزیرین آپریشن (Caesarean Section) کا تعلق ہے، تو یہ اقتدار حاصل کرنے کا ایک اسلوب ہے جسے ضرورت کے مطابق اختیار کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ریاست کا قیام دوسرے اسالیب کے ذریعے بھی عمل میں آ سکتا ہے، اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ نقطۂ ارتکاز (Support Point) کی عملی صورتِ حال کس اسلوب کا تقاضا کرتی ہے۔

ریاست کی تعمیر، نہ کہ محض اقتدار کا حصول :

سیزیرین آپریشن دیگر فوجی بغاوتوں کی طرح کوئی ایسی اچانک اور فوری کارروائی نہیں ہے جو اپنی ذات میں ایک الگ واقعہ ہو اور محض فوجی کارروائی تک ہی محدود ہو۔ بلکہ یہ ایک سیاسی عمل ہے جسے فوجی ذرائع سے انجام دیا جاتا ہے۔ اس کے علانیہ ابتدائی آثار، پہلے سے

موجود حالات اور بعد میں ظاہر ہونے والے اثرات و نتائج ہیں۔ یہ ایک ایسے واضح اور علانیہ سیاسی عمل کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ ہے جس کے ذریعے اس سے پہلے کی جانے والی جدوجہد کے ثمرات حاصل کیے جانے ہیں۔ یہ عمل ان سرگرمیوں، تحریکوں اور مراحل کے ایک مسلسل سلسلے کا جزوی اور آخری مرحلہ ہے جو امت کے اندر سے گزر چکے ہیں، تاکہ اسلامی عقیدے کا احیاء کیا جائے، افکار، مفاہیم اور تصورات کی اصلاح کی جائے، اور انہیں جمہوریت کی آلائشوں اور نظام ہائے حیات کے بارے میں مغربی نقطۂ نظر کی گندگی سے پاک کیا جائے۔

لہٰذا حزب کا اقتدار حاصل کرنا محض اقتدار پر قبضہ کرنے سے اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس کے لئے ایک مضبوط عوامی بنیاد قائم کرنا نہایت ضروری ہے، قبل اس کے کہ مادی قوت حاصل ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امت کا حزب کے منصوبے کو اختیار کرنا اور اس منصوبے کے بارے میں عمومی شعور سے پیدا ہونے والی رائے عامہ کا تشکیل پانا، حزب کے اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی کے لئے ایک بنیادی شرط اور نہایت ضروری امر ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصد محض اقتدار حاصل کرنا نہیں، بلکہ ایک ریاست کی تعمیر کرنا ہے، اور یہ تعمیر اس ریاست کے متوقع مسلمان عوام کے اندر اسلامی عقیدے کا احیاء کرکے کی جاتی ہے۔ جب یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور امت کے ساتھ ہم آہنگی اور مضبوط تعلق قائم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اقتدار کا حصول فطری طور پر عمل میں آتا ہے۔

اس نقطۂ نظر کی تائید سب سے پہلے مطلوبہ ریاست کی حقیقت سے ہے۔ کیونکہ یہ ریاست ایک ایسا سیاسی وجود ہے جو اس اسلامی آئیڈیالوجی کی بنیاد پر قائم ہونی ہے جسے حزب نے اختیار کیا ہے، اور ریاست اس آئیڈیالوجی سے پیدا ہونے والے تصورات، معیارات اور مفاہیم کو نافذ کرنے والے ایک انتظامی و عملی ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ریاست کو صحیح اور مضبوط بنیادوں پر تعمیر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ امت کو حزب کے فکری سانچے میں ڈھالا جائے۔ اس مقصد کے لئے اسلامی آئیڈیالوجی کے بارے میں عمومی شعور کی بنیاد پر رائے عامہ قائم کی جائے اور ایک ایسی عوامی بنیاد پیدا کی جائے جو اس آئیڈیالوجی اور اس کے حاملین کو قبول کرے اور ان کی حمایت کرے۔ کیونکہ ریاست دراصل امت ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب امت کے اندر ریاست کا تصور اور فکر موجود ہے تو ریاست تو قائم ہو چکی ہے۔ جہاں تک نظامِ حکومت کا تعلق ہے، تو وہ ریاست کی تعمیر کا ایک عمل ہے، جبکہ سیزیرین آپریشن ریاست کی پیدائش کا ایک اسلوب ہے، نہ کہ اس کے قیام کا طریقہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس نقطۂ نظر کی تائید مطلوبہ احیاء (نهضة) کی حقیقت سے بھی ہوتی ہے۔ معاشرے کو ترقی اور بلندی کی طرف لے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کر لیا جائے اور پھر اس اقتدار کو اسلامی فکر کی بنیاد پر قائم کر دیا جائے، کیونکہ اس طریقے سے حقیقی احیاء پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کو اس اسلامی فکر کی سمجھ بوجھ فراہم کی جائے جس کی بنیاد پر اس کا احیاء مطلوب ہے، اور امت کو اس فکر پر متحد کیا جائے، تاکہ وہ زندگی کی جدوجہد میں اسی فکر کو لے کر آگے بڑھے۔ اس کے بعد اقتدار حاصل کیا جائے تاکہ نظامِ حکومت کو اسی اسلامی فکر کی بنیاد پر قائم کیا جا سکے۔ کیونکہ حکمرانی احیاء کے حصول کا ایک طریقہ اس وقت بنتی ہے جب وہ اس فکر کی بنیاد پر قائم ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس نقطۂ نظر کی تائید حکمرانی کی حقیقت سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اقتدار پر زبردستی قبضہ کر لینے اور اسے امت کی مرضی کے خلاف اس پر مسلط کر دینے سے

اسلامی نظامِ حکومت قائم نہیں ہو جاتا، خواہ شریعت کے احکام نافذ بھی کر دیے جائیں۔ اسی طرح اس طریقے سے قائم ہونے والے اقتدار کو استقامت اور پائیداری کے اسباب بھی حاصل نہیں ہوتے۔ چنانچہ جلد ہی ایسا اقتدار یا تو ختم کر دیا جاتا ہے یا پھر عوام اور دشمنوں کے دباؤ کے تحت اپنی اسلامی شناخت کھو بیٹھتا ہے۔ اس کے برعکس، حکمرانی کے استحکام اور تسلسل کی حقیقی ضمانت معاشرتی ہم آہنگی اور مضبوط عوامی بنیاد کی تشکیل میں پوشیدہ ہے۔ یہ عوامی بنیاد نہ صرف رائے عامہ اور عمومی شعور کی تشکیل کا بنیادی ذریعہ ہے، بلکہ یہی ریاست اور امت کی حفاظت کرتی ہے، اسلام کا تحفظ کرتی ہے، معاشرے میں اسلامی افکار کو مستحکم کرتی ہے اور اسلامی احکام کے صحیح نفاذ کو یقینی بناتی ہے۔

اس طریقے سے ریاستِ خلافت امت کے اختیارِ حکمرانی کا حقیقی اظہار اور اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی اس کی خواہش کی سچی تعبیر بن جائے گی۔ چنانچہ یہ ریاست اپنے قیام ہی سے طاقتور، مضبوط اور محفوظ ہوگی، اور اپنے داخلی اور خارجی دونوں محاذوں کے بارے میں مطمئن ہوگی۔ اس کی باوقار اور رعب دار قوت، دور دور تک پھیلی ہوئی شہرت اور امت کا اس کے گرد متحد ہونا، اسے استقامت، پائیداری، استحکام اور ترقی و خوش حالی کے اسباب فراہم کرے گی۔ خصوصاً قیام کے ابتدائی مرحلے میں پیش آنے والے شدید دھچکے اور استعماری کافر طاقتوں کی جانب سے اس کے خلاف متحد ہو کر حملہ آور ہونے کی صورت میں یہ عوامل اس کے لئے نہایت اہم ثابت ہونگے۔ لہٰذا سیزیرین آپریشن کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی ناکامی، اگرچہ اس کا امکان بہت کم ہے، ہرگز اس بات کی علامت نہیں کہ پوری تحریک ناکام ہو گئی ہے، جیسا کہ فوجی بغاوتوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک معرکہ ہار جانے کا مطلب پوری جنگ ہار جانا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس ناکامی کا یہ مطلب بھی نہیں کہ فوجی کارروائی کی نوعیت تبدیل ہو کر فوجی بغاوت سے ایسی فوجی سرکشی میں بدل گئی ہے جو ناپختہ عوامی شورشوں سے مشابہت رکھتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمومی شعور سے پیدا ہونے والی رائے عامہ اور مضبوط عوامی بنیاد تحریک کی جدوجہد کی آگ کو روشن رکھتی ہیں، یہاں تک کہ ریاست قائم ہو جائے۔

خلاصۂ کلام :

اس تقابلی مطالعے کے بعد ہم پورے اعتماد کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ فوجی بغاوت اور سیزیرین آپریشن دو الگ اور مختلف سیاسی اصطلاحات ہیں، جو اپنی بنیادی حقیقت اورمناط، تشکیل دینے والے عناصر، مفہوم اور ان اصولوں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بنیادی طور پر ہی مختلف ہیں۔ یہ اختلاف لازماً دونوں اصطلاحات کے معنوی مفہوم اور ان سے وابستہ تصورات پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اگرچہ فوجی بغاوت اور سیزیرین آپریشن کے درمیان ایک مشترک پہلو یہ ہے کہ دونوں میں فوجی کارروائی کو سیاسی اقدام کی بنیاد بنایا جاتا ہے یا سیاسی جدوجہد کے آخری مرحلے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، تاہم اس مشترک پہلو کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دونوں کو فوجی بغاوتوں کے ایک ہی زمرے میں شامل کر دیا جائے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک علیحدہ مکمل سیاسی اصطلاح ہے، جسے سیاسی اور عسکری عمرانیات کے ماہرین، نیز شریعت اور قانون کے اہلِ علم نے متعین کیا ہے۔ اگرچہ دونوں میں بعض پہلوؤں

اور جزئیات کے اعتبار سے مشابہت اور اشتراک پایا جاتا ہے، تاہم اس سے ان کی الگ الگ حقیقت اور بنیادی نوعیت ختم نہیں ہوتی:

نیز یہ کہ، فوجی بغاوت نہ صرف ایک ایسی اصطلاح ہے جو منفی مفہوم رکھتی ہے اور جس کے ساتھ انتشار، وحشیانہ طرز عمل، آئین کی خلاف ورزی اور قانون شکنی کے امکانات وابستہ ہوتے ہیں، بلکہ اسی وجہ سے اسے آمرانہ اور غیر قانونی کارروائی بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فوجی بغاوت کے تشکیل دینے والے بنیادی عناصر واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ یہ سیزیرین آپریشن سے متناقض ہے۔ اس بنا پر ہم یقین کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ فوجی بغاوت اسلام میں اقتدار حاصل کرنے کے جائز اسالیب میں شامل نہیں ہے۔ فوجی بغاوت کی بنیادی حقیقت اور مناط، سیزیرین آپریشن کی بنیادی حقیقت اور مناط سے مکمل طور پر مختلف ہے۔ شرعی اعتبار سے ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی ایک حقیقت سے متعلق حکم کو کسی دوسری حقیقت پر منطبق کر دیں۔ فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اقتدار پر اس طرح قبضہ کر لیا جائے کہ وہ امت کے اندر جاری سیاسی جدوجہد کے کسی فطری اور آخری مرحلے کا نتیجہ نہ ہو۔ یعنی نہ عمومی شعور سے پیدا ہونے والی رائے عامہ قائم ہوئی ہو، نہ کوئی مضبوط عوامی حمایت اور عوامی بنیاد موجود ہو، اور نہ ہی معاشرے کے ساتھ فکری و سیاسی ہم آہنگی اور امت کو ایک فکر پر متحد کرنے کا عمل مکمل ہوا ہو۔ یہ صورتِ حال طریقۂ کار سے متصادم ہونے کے علاوہ عملی اعتبار سے بھی بے نتیجہ اور بے ثمر ہے۔ جس طرح "طبی سیزیرین آپریشن" صرف اسی حاملہ عورت کا کیا جاتا ہے جس کے رحم میں بچہ مکمل نشوونما پا چکا ہو، حمل کی مدت پوری ہو چکی ہو، ولادت کی علامات ظاہر ہو گئی ہوں، لیکن کوئی مخصوص رکاوٹ بچے کی فطری طریقے سے پیدائش میں حائل ہو اور اس رکاوٹ کی وجہ سے ماں اور بچے دونوں کی جان کو خطرہ لاحق ہو، اسی طرح اقتدار حاصل کرنے کے لئے بھی سیزیرین آپریشن کا اسلوب صرف اسی وقت اختیار کیا جائے گا جب بعض بنیادی شرائط پوری ہو چکی ہوں۔ یعنی یہ بات یقینی ہو چکی ہو کہ دعوت کے حاملین اور معاشرے کے درمیان فکری و سیاسی ہم آہنگی قائم ہو گئی ہے، ریاست امت کے بطن میں تشکیل پا چکی ہے، اور اس کی تعمیر کی تکمیل کے لئے اقتدار کا عملی حصول ہی باقی رہ گیا ہے۔ لیکن غیر فطری بیرونی پشت پناہی اس اقتدار کے حصول میں رکاوٹ بن گئی ہو، جس کے نتیجے میں بیرونی طاقتوں کے ایجنٹوں کو اقتدار پر قابض رہنے کا موقع مل گیا ہو اور ریاست کی فطری پیدائش مشکل ہو گئی ہو۔

یہ حتمی نتیجہ ایک ایسے تدریجی اور ارتقائی فکری عمل کا ثمرہ تھا جو عملی اور میدانی سطح پر دعوتِ اسلام کو آگے بڑھانے کی جدوجہد سے وابستہ ہے، جبکہ نظریاتی اور فکری اعتبار سے سیرتِ نبویہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات سے رہنمائی لئے ہوئے ہے۔ اسی فکری عمل کے دوران حزب نے اقتدار حاصل کرنے کے اسلوب اور ریاست قائم کرنے کے طریقہ کے درمیان فرق واضح کیا۔ حزب نے 1968ء میں جاری کردہ اپنے ایک اعلامیے، بعنوان "ہمارا مقصد محض اقتدار حاصل کرنا نہیں ہے"، میں صراحت کے ساتھ بیان کیا کہ اسلامی فکر کی بنیاد پر نظامِ حکومت قائم کرنے کا مطلب فوجی بغاوت کرنا نہیں ہے۔ اس کے بعد 1970ء میں "اختیار کردہ تصورات (Adopted Concepts)" کے عنوان سے ایک اور اعلامیہ جاری کیا گیا، جس میں حزب نے واضح طور پر اعلان کیا کہ وہ فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار حاصل نہیں کرنا چاہتی۔ اس طرح حزب نے فوجی بغاوت کو قطعی طور پر اقتدار حاصل کرنے کے اسالیب کی فہرست سے خارج کر دیا اور نتیجتاً اسے سیزیرین آپریشن کے دائرے میں قرار دیا۔

[اختتام]